الٰہی تا بُوَد خورشید و ماہی!
چراغِ چشتیاں را روشنائی!

آفتابِ چشتیاں

مختصر حالات

سعیدِ ازلی، مقبولِ بارگاہِ لم یزلی، نعمت یافتہ بے محنت، گنج یافتہ بے مشقت، مظہرِ "نفختُ فیہِ مِن رُوحی"، موردِ انوارِ جبروتی و لاہُوتی، عطا بخشِ عامیاں، خطا بخشِ مجرماں، حضرتِ ثانی، وارثِ تختِ سُلیمانی و عارفِ بے مثل و لاثانی،

حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی رح

تالیف

پروفیسر افتخار احمد چشتی صمدی سُلیمانی عفی عنہٗ

چشتیہ اکادمی فرحت منزل، چنیوٹ بازار، فیصل آباد پاکستان



کی سوانح حیات مبارکہ کی کتب ہمارے پاس

PDF فائل میں دستیاب ہیں  → 

جس بھائی کو چاہیئے وہ ہمارے واٹس ایپ پر مفت حاصل کرسکتا ہے

مزید معلومات کیلئے ہمارے YouTube
یوٹیوب چینل کو سبسکرائب کریں
Sulemania Chishtia Library

اس کے علاوہ دیگر تونسوی خواجگان کی سیرت
پر کتب اور اسلامی کتب بھی طلب کر سکتے ہیں۔


خلیفہ مدنی تونسوی +92 332 1717717

Scanned with CamScanner

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

پرائمری اور مڈل امتحان دینے
والے طلباء کیلئے داخلے جاری ہیں

جامعہ مولانا احمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ

حفظ القرآن مع التجوید | درس نظامی | عصری تعلیم

مہتمم غلام عباس چشتی

0318-6384966
0348-7019706

نزد قبرستان فلٹریشن پلانٹ منگڑوٹھہ روڈ
تونسہ شریف



انتساب

مخدومی و مرشدی، قدوۃ السالکین، زُبدہ العارفین،

حضرت میاں شاہ محمد عبد الصمد رحمۃ اللہ علیہ

فخری، فریدی، سلیمی، چشتی، دہلوی

کے نام



من کیستم کہ با تو دمِ دوستی زنم؟
چندیں سگانِ کوئے تو یک کمترین منم

عرضِ مؤلف :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی کے وصال (۷ صفر ۱۲۶۷ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۸۵۱ء) کے بعد آپ کے سجادۂ مشیخت پر آپ کے پوتے حضرتِ ثانی خواجہ اللہ بخش تونسوی مسندِ نشین ہوئے آپ نے غوثِ زماں اعلیٰ حضرت تونسوی کی روشن کردہ شمعِ طریقت کو اس شان و شوکت سے تابندہ و درخشندہ رکھا کہ ایک بار پھر وہی پرانا نقشہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔ آپ کے بارے میں صاحبِ تاریخِ مشائخِ چشت لکھتے ہیں :

"حضرت خواجہ اللہ بخش مدت العمر اپنے دادا کی طرح روحانی اصلاح و تربیت کے کام میں سرگرم رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انیسویں صدی میں چشتیہ سلسلہ کی رونق اُن ہی کے دم سے تھی۔ وہ علم و عمل، لُطف و کرم اور زہد و تقویٰ کا مجسمہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دل و دماغ کی بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا اور اُنہوں نے ان صلاحیتوں کو دمِ واپسیں تک سلسلہ کی نشر و اشاعت میں استعمال کیا۔"

آپ ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۱ء) سے لیکر ۱۳۱۹ھ (۱۹۰۱ء) تک تقریباً پوری نصف صدی مسندِ نشینِ آستانۂ عالیہ سُلیمانیہ رہے۔ آپ نے اپنی تمام زندگی ملّتِ اسلامیہ کی اصلاح و تربیت میں صرف کی۔ آپ کے زمانہ میں شریعتِ اسلامیہ کو مسخ کرنے کی جب بھی جس شکل میں کوئی کوشش یا تحریک ہوئی، آپ نے اپنے آباؤ اجداد اور مشائخِ چشت کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے حق گوئی و بیباکی کا مظاہرہ کیا۔ جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں،

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی !
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی !

مخدومی و مرشدی حضرت خواجہ خان محمد تونسویؒ اور والدِ گرامی حضرت مولوی محمد حسین قیس چشتی صمدی سُلیمانیؒ کا فیضانِ نظر ہے کہ میں اس مختصر تالیف کو ترتیب دے سکا ہوں۔ میرے لئے یہ امر اس لئے بھی باعثِ سعادت ہے کہ میری بیعتِ ارادت حضرت میاں شاہ محمد عبدالصمد فخری فریدی سلیمی دہلویؒ سے ہے، جو حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسویؒ کے محبوب ترین خلفاء میں سے تھے۔

حاجی سیّد محمد یامین دہلویؒ سے منقول ہے کہ حضرت شاہ اللہ بخش تونسویؒ کو حضرت شاہ عبدالصمدؒ سے اس قدر محبت تھی کہ جب حضرت شاہ عبدالصمدؒ ایک بار مدت دراز کے بعد تونسہ شریف حاضر ہوئے اور مجلس میں تشریف فرما ہوئے۔ تو حضرت ثانی صاحبؒ نے پہلے آپ کی طرف دیکھا اور پھر حاضرین کی طرف، اور فرمایا:

سُنو سہیلیاں موریاں اِک مسئلہ پچھاں
گھنے ڈیہاں بعد رادھن آئے پہلے ملاں کے رُساں

اپنی عقیدت اور حضرت ثانی صاحبؒ کی عظیم شخصیت کے پیشِ نظر خاکسار نے آپ کے مختصر حالات و مناقب ایک رسالہ آفتاب چشتیاں کی صورت میں ترتیب دے کر تیرہ سال قبل شائع کئے تھے اور سالانہ عرس مبارک پر بطورِ نذرانۂ عقیدت پیش کئے تھے۔ معمولی ترمیم کے ساتھ اسے دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ میری اس مخلصانہ پیشکش کو حضرات اور اہلِ سلسلہ ازراہِ کرم قبول فرمائیں گے اور اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

کاشانۂ چشتیہ۔ فرحت منزل،
چنیوٹ بازار۔ فیصل آباد، پاکستان
محرم ۱۴۱۱ھ

خادم الفقراء
افتخار احمد چشتی صمدی سُلیمانی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

پیدائش اور خاندان:- امام التارکین، برہان العاشقین، شہباز طریقت، غربا نواز، غوثِ زماں، اعلیٰ حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے تین بیٹے تھے۔ سب سے بڑے حضرت خواجہ گل محمدؒ، دوسرے حضرت خواجہ درویش محمدؒ، تیسرے حضرت عبداللہ معصومؒ مناقب المحبوبین میں لکھا ہے کہ ایک چوتھا بیٹا بھی تھا جو بچپن میں ہی فوت ہوگیا تھا اس کا نام احمد تھا۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ نے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد علوم باطنی کی تکمیل اپنے والد گرامی حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمانؒ سے کی اور خلافت حاصل کی۔ آپ شب و روز ذکر و اشغال اور یادِ خدا میں مشغول رہتے تھے۔ نہایت منکسر مزاج تھے۔ حضرت غوثِ زماںؒ کے درویشوں کی خود خدمت کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں بھی حضرت صاحبؒ کے فقیروں میں سے ہوں۔ آپ کا وصال ۱۱۔ رمضان المبارک ۱۲۶۰ھ (۲۴ ستمبر ۱۸۴۴ء) کو حضرت غوثِ زماںؒ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ہوگیا۔

حضرت خواجہ گل محمدؒ کے دو بیٹے تھے۔ سب سے بڑے حضرت شاہ اللہ بخشؒ دوسرے حضرت خواجہ خیر محمدؒ۔ حضرت شاہ اللہ بخشؒ کی ولادت باسعادت ماہ ذوالحجہ ۱۲۴۱ھ (جولائی ۱۸۲۶ء) میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کی خوشخبری حضرت غوثِ

زماںؒ کو خانقاہِ قبلہ عالمؒ چشتیاں شریف میں ملی جہاں آپ اپنے پیرو مرشد قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ کے عرس مبارک میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ آپ بہت خوش ہوئے۔ نومولود کا نام اللہ بخش رکھا

تعلیم و تربیت:۔ حضرت غوث زماںؒ کے حسب الارشاد حضرت شاہ اللہ بخشؒ کی تعلیم کا آغاز مولوی محمد امین صاحب سے کرایا گیا۔ مولوی صاحب سے آپ نے قرآن کریم اور عربی صرف و نحو کی چند کتابیں پڑھیں۔ پھر تفسیر و حدیث پڑھی۔ یہاں تک کہ جملہ علوم ظاہری کی تکمیل کی۔ اس کے بعد آپ نے باطنی علوم کی طرف توجہ فرمائی۔ آپ کے جدِ امجد حضرت غوث زماںؒ نے خود سلوک و معرفت کی تعلیم دی۔

بشارت:۔ آپ ایک دفعہ بچپن میں شدید بیمار ہو گئے کہ بظاہر زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ حضرت خواجہ گل محمدؒ نے سید جمال شاہ بیکانیری سے فرمایا کہ وہ استخارہ کریں۔ میاں جمال شاہ حضرت غوث زماںؒ کے مریدانِ خاص میں سے تھے۔ انہوں نے جب استخارہ کیا تو دیکھا کہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حریق المحبت حضرت بابا فرید گنج شکرؒ، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، محب النبی حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ اور قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ جمع ہیں۔ ان حضرات میں سے ایک ہندوستانی وضع قطع کے بزرگ نے صاحبزادہ اللہ بخشؒ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت غوث زماںؒ کے بنگلہ شریف میں لے جا کر اُن کے مصلّٰے پر بٹھا دیا۔ پھر اُن کے سر پر سبز دستار باندھی اور وعظ کہنا شروع کر دیا۔

میاں جمال شاہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب کی حالت ہی میں کسی سے پوچھا کہ یہ ہندوستانی بزرگ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ حضرت مولانا صاحبؒ ہیں جنہوں نے توجہ دے کر صاحبزادہ صاحب کو اس اعلیٰ وارفع روحانی مقام تک پہنچا دیا ہے۔ میاں جمال شاہ صاحب نے صبح کو یہ خواب حضرت خواجہ گل محمدؒ کو سنایا۔ آپ بہت خوش ہوئے مگر حیران بھی ہوئے کہ میری زندگی میں میرا بیٹا حضرت غوثِ زمانؒ کے مصلّے پر کیسے بیٹھے گا۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ خواجہ گل محمدؒ حضرت غوثِ زمانؒ کی زندگی میں ہی وفات پا گئے اور حضرت شاہ اللہ بخشؒ حضرت غوثِ زمانؒ کے وصال کے بعد مسندِ سجادگی ومشیخت پر رونق افروز ہوئے۔

اجازت

حضرتِ غوثِ زمانؒ نے اپنے وصال سے کافی عرصہ قبل حضرت صاحبزادہ شاہ اللہ بخشؒ کو اپنی دلائل الخیرات عطا فرما دی تھی اور حکم دیا تھا کہ اب مجھ سے نہیں پڑھی جاتی۔ میری جانب سے تو پڑھا کر۔ نیز یہ بھی حکم دیا تھا کہ مریدوں کے شجروں پر میری جانب سے تو دستخط کیا کر۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی یہاں تک تعمیل کی کہ حضرت غوثِ زمانؒ کی زندگی میں بھی شجروں پر آپ حضرتِ غوثِ زمانؒ کا نام مبارک ہی لکھتے تھے اور اُن کے وصال کے بعد جب خود سجادہ نشین ہو گئے۔ تب بھی حضرت غوثِ زمانؒ کا نام ہی لکھتے تھے۔ اپنا نام نہیں لکھتے تھے۔

من تو شدم، تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تا کس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

حضرت غوث زماں کی علالت

ماہِ صفر ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۱ء) کا آغاز ہُوا تو حضرت غوثِ زماںؒ نے فرمایا، خدا خیر کرے اس کے بعد آپ کو زکام ہو گیا۔ جو دن بدن شدّت اختیار کرتا گیا۔ طبیبوں نے بہت علاج کیا مگر کچھ افاقہ نہ ہُوا۔ ایامِ بیماری میں بھی آپ اوراد و وظائف مقررہ اوقات پر ادا فرماتے رہے۔ جب چھ صفر گذر گیا اور ساتویں رات آگئی تو مرض اور زیادہ ہو گیا۔ آپ نے نمازِ عشاء حجرہ میں باجماعت پڑھی پھر مراقبہ میں مشغول ہو گئے۔ جب تہجد کا وقت آیا تو نمازِ تہجد اشاروں سے ادا کی۔ پھر بیٹھ گئے اور تسبیح نکال کر پڑھنے لگے

انتقالِ نعمت و عطائے خلافت

حضرت صاحبزادہ شاہ اللہ بخشؒ اس وقت حضرت غوثِ زماںؒ کی چارپائی کی پائنتی کی طرف بیٹھے تھے۔ حضرت غوثِ زماںؒ نے آپ کی طرف دیکھ کر پُوچھا تُو کون ہے۔ میاں محمدؐ صالح نے عرض کیا۔ قبلہ یہ آپ کے صاحبزادہ خواجہ گل محمدؒ کا بیٹا صاحبزادہ اللہ بخشؒ ہے۔ توجہ کا وقت ہے اپنے اس پوتے پر کرم فرمائیں۔ اِس موقعہ پر حضرت صاحبزادہ اللہ بخشؒ نے عرض کیا :-

"بابو من از تو ہیچ چیز دیگر نمے خواہم بس ہمیں مے خواہم
کہ نعلینِ فقیرانِ ترا راست کنم"

(ترجمہ:- بابا مَیں آپ سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف یہ چاہتا ہُوں کہ آپ کے

درویشوں کے جوتے سیدھے کرتا رہوں)

حضرت غوثِ زماںؒ یہ بات سُن کر بہت خوش ہوئے۔ آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ "وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي"

(ترجمہ:۔ اور میں نے اس میں اپنی رُوح پھونک دی)

اس کے بعد حضرت غوثِ زماںؒ کا وصال ہو گیا اور یوں حضرت غوثِ زماںؒ نے وصال سے قبل نعمتِ باطنی حضرت صاحبزادہ میاں اللہ بخشؒ کے سینۂ مبارک میں منتقل کر دی۔

دستار بندی روزِ سوئم فاتحہ کے بعد آپ کو حضرتِ غوثِ زماںؒ کے مصلّٰے پر بٹھایا گیا۔ سب سے پہلے حضرت غوثِ زماںؒ کا کلاہ اور پیراہن پہنایا گیا۔ پھر اس کلاہ کے اوپر قبلۂ عالم حضرت خواجہ نورُ محمّد مہارویؒ کا پنبہ دار ٹوپ آپ کے سرِ مبارک پر رکھا گیا۔ حضرت غلام نظام الدّین دہلویؒ (ولد میاں غلام نصیر الدّین کالے صاحبؒ ولد میاں غلام قطب الدّینؒ ولد حضرت مولانا فخر الدّین دہلویؒ، پیرو مُرشد قبلۂ عالم حضرت خواجہ نورُ محمّد مہارویؒ) نے اپنے دستِ مبارک سے اس کے اُوپر سبز دستار باندھی۔ بعد ازاں خادمانِ اجمیر شریف نے حضرت خواجہ بزرگ غریب نواز خواجہ معین الدّین چشتیؒ کی درگاہ کی دستار آپ کی سر پر باندھی۔ پھر حضرت خواجہ قطب الدّین بختیار کاکیؒ کی درگاہ کی دستار اور اس کے بعد حضرت خواجہ نظام الدّین اولیاء محبوب الٰہیؒ کی دستار باندھی گئی۔

سجادگی کے بعد آپ صاحبزادگی کے زمانہ میں اعلیٰ پوشاک پہنتے تھے۔

دن رات میں کئی لباس تبدیل کرتے تھے اور قیمتی گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔
مگر سجادگی کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ ایک سادہ پیراہن ایک کلاہ اور ایک نیلا
تہمند آپ کا لباس تھا۔ اگرچہ آپ نے نعمت بغیر مجاہدہ کے پائی تھی مگر حصولِ
نعمت کے بعد اس طرح مجاہدہ و اشغال میں ہمہ تن مصروف رہتے تھے کہ اپنے
جدِّ امجدؒ کے جملہ معمولات میں ذرّہ برابر بھی کم نہیں کرتے تھے اسی طرح شب و روز
اشغالِ باطنی میں مشغول رہتے تھے۔ ہر سال چشتیاں شریف میں حضرت قبلہ عالمؒ
کے عرس مبارک میں صدہا درویشوں کے ساتھ حاضری دیتے تھے اور ہر دوسرے
سال پاکپتن شریف حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے عرس مبارک میں شریک ہوتے
تھے۔ ان ایام میں ہزارہا مخلوق آپ سے بیعت ہوتی اور ہدایت پاتی تھی۔

سفرِ ہندوستان

آپ کے دل میں اپنے مشائخِ عظام کے مزارات
مقدسہ کی زیارتوں کا شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ
۱۲۷۰ھ (۱۸۵۴ء) میں آپ صدہا درویشوں کے ساتھ ہندوستان کے سفر
بر روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے چشتیاں شریف حاضر ہو کر حضرت قبلہ عالمؒ کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر مہار شریف جا کر صاحبزادگانِ مہاروی سے
ملاقات کی۔ صاحبزادہ غلام فخر الدین مہارویؒ کو اپنے ہمراہ لیا۔ یہاں سے ناگور
شریف پہنچے اور حضرت خواجہ حمید الدین ناگوریؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔
وہاں سے روانہ ہو کر ۲۷ یا ۲۸ جمادی الثانی ۱۲۷۰ھ (۲۰ مارچ ۱۸۵۴ء) کو
اجمیر شریف پہنچے اور حضرت خواجہ بزرگ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیریؒ کی
زیارت سے فیض یاب ہوئے۔ یہاں دس روز قیام کیا اور عرس مبارک کی

تقاریب میں شرکت کی۔ ہزاروں افراد آپ کے مُرید ہُوتے یہاں تک کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی اولاد اور خادمانِ درگاہ شریف بھی آپ سے جوق در جوق بیعت ہوئے۔

اجمیر شریف سے آپ جے پُور آئے۔ یہاں حضرت مولانا ضیاءالدین جے پُوریؒ خلیفہ حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کی خانقاہ میں قیام کیا۔ تین چار روز قیام کے بعد دہلی شریف حاضر ہُوئے۔ سب سے پہلے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خانقاہ میں حاضری دی اور وہیں حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کی زیارت سے مشرف ہُوئے۔ اس کے بعد حضرت مولانا نصیرالدین چراغ دہلویؒ کی درگاہ میں حاضر ہُوئے اتنے میں آپ کی آمد کی خبر بادشاہِ دہلی تک پہنچ گئی۔ ابوالمظفر سراج الدین بہادر شاہ ظفر ہاتھی پر سوار ہو کر بڑی عقیدت کے ساتھ قدم بوسی کے لئے آیا۔ جب آپ کو شاہ کی آمد کی خبر ملی تو دوسرے راستہ سے صحرا کی طرف نکل گئے۔ بادشاہ بے چارا انتظار میں کھڑا رہا۔ آخر لوگ منت سماجت کر کے واپس لائے۔ تب بادشاہ نے قدم بوسی کی سعادت حاصل کی۔

وہاں سے آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہیؒ کی خانقاہ میں حاضر ہُوئے۔ زیارت سے فراغت کے بعد دہلی تشریف لائے اور حضرت غلام نظام الدینؒ نبیرہ حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کے دولت کدہ پر قیام کیا۔ دہلی کی اتنی مخلوق مرید ہُوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی۔ شاہی خاندان کے بے شمار افراد آپ کے مرید ہُوئے۔ بادشاہ شہزادوں کے ہمراہ حاضر ہو کر قدم بوس ہُوا۔ آپ کی خدمت میں ایک ہاتھی اور نقد و جنس کی صُورت میں بے شمار قیمتی اشیاء نذر کیں۔ آپ نے ہاتھی حضرت صاحبزادہ نظام الدینؒ کی نذر کر دیا۔ دہلی میں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ واپس وطن

کی جانب روانہ ہوئے۔ پہلے بہار شریف و چشتیاں شریف حاضر ہوئے اور پھر وہاں سے بخیر و عافیت تونسہ شریف پہنچ گئے۔

بعد ہی طوفان تھم گیا اور جہاز صحیح و سلامت منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔

قطب مدار

حاجی غلام حسین آپ کی خدمت میں ہمیشہ عرض کیا کرتا تھا کہ یا حضرت میں اس زمانہ کے قطب مدار کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے ضرور اُن کی زیارت کرائیں۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش رح فرمایا کرتے تھے کہ جب حج پر چلیں گے تو تمہیں قطب مدار کی زیارت کرادیں گے۔ حاجی غلام حسین نے اس بات کا تذکرہ اپنے دوست اور پیر بھائی احمد علی سے بھی کیا۔ اس نے کہا جب وہ وقت آئے تو مجھے بھی زیارت کرانا۔ چنانچہ احمد علی راوی ہیں کہ ایامِ حج میں جب میں اور حاجی غلام حسین مکہ معظمہ کی ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے گئے تو دیکھا وہاں دو شخص پہلے سے ہی موجود ہیں۔ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ قطب مدار آج کل یہاں آیا ہوا ہے چلو اس کی زیارت کریں۔ یہ کہہ کر وہ دونوں چل دیئے۔ ہم دونوں بھی اُن کے پیچھے پیچھے چل دیئے تاکہ زیارت کرلیں وہ دونوں آدمی سیدھے حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش رح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زیارت کی۔ تب ہمیں معلوم ہوا کہ قطبِ مدار تو آپ ہی ہیں۔

حُلیہ مُبارک

آپ کا چہرہ مبارک فراخ، پیشانی کشادہ، آنکھیں بڑی بڑی مگر خوبصورت، بینی دراز، داڑھی گھنی، قد درمیانہ اور جسم بھاری بھرکم تھا۔ سر پر قادری ٹوپی پہنتے تھے۔ ایک لمبا کرتا جسم کو ڈھانپے رہتا تھا۔ اکثر نیلا تہبند باندھتے تھے۔ سردیوں میں سرِ مُبارک پر رُوئی دار ٹوپی بھی پہن لیتے اور روئی دار قبا بھی استعمال کرلیتے تھے۔

اخلاق :- آپ کا اخلاق بہت اعلیٰ تھا۔ آپ علم و عمل، لُطف و کرم اور زُہد و اتقا کا مجسمہ تھے۔ کریم النفس اور خوش اخلاق تھے خواہ دشمن ہو یا دوست، جو بھی آپ سے ملتا، آپ کے اخلاق کا گہرا نقش دل پر لے کر اُٹھتا۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ غریبوں اور بے کسوں کی طرف خصوصیت سے توجہ فرماتے۔ آپ کی نظر میں اہلِ دنیا کی ذرہ برابر بھی وُقعت و قدر نہ تھی۔ بے حد غریب نواز تھے۔ امیروں اور دُنیا داروں کو بہت حقیر خیال کرتے تھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کے سفر کے دوران راجہ سردار سنگھ والیٔ بیکانیر نے حاضرِ خدمت ہونا چاہا تو آپ نے فرمایا :

"ما فقیریم، از ملاقاتِ مایاں تراچہ سود است دریں جانبائی"

(ترجمہ۔ ہم فقیر آدمی ہیں ہماری ملاقات سے تمہیں کیا فائدہ پہنچے گا ہمارے پاس نہ آنا)

معمولات آپ اپنے معمولات کے بہت پابند تھے۔ سفر و حضر، صحت و بیماری اور خوشی و غم میں ان معمولات میں ناغہ یا فرق نہیں پڑتا تھا۔ شب بھر نوافل و عبادات میں مشغول رہتے اس کے بعد فجر کی سُنتیں بنگلہ شریف میں پڑھتے۔ کچھ دیر توقف کرنے کے بعد مسجد میں تشریف لاتے اور نماز با جماعت وقت پر ادا کرتے۔ نمازِ فجر سے فارغ ہو کر روضۂ مبارک میں زیارت کے لیے حاضر ہوتے اور کچھ دیر اندر فاتحہ و دُعا میں مشغول رہتے۔ اس دوران میں صاحبزادگان، معتقدین اور زائرین صف بستہ باہر کھڑے رہتے۔ جب آپ زیارت سے فارغ ہو کر باہر تشریف لاتے تو یہ سب حضرات زیارت سے مشرف ہوتے۔ اس کے بعد آپ بنگلہ شریف میں داخل ہو جاتے اور اپنے

اوراد و وظائف اور نوافل و عبادات میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں سے فارغ ہو کر آپ تعمیرات کو ملاحظہ فرماتے۔ پھر دولت سرائے میں تشریف لے جاتے اور مہمانوں کو کھانا تقسیم فرماتے۔ جب سب کو کھانا مل جاتا تو خود بھی صاحبزادگان کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرماتے۔ دوپہر کو قیلولہ فرماتے۔ پھر نمازِ ظہر کے لیئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نماز سے فراغت کے بعد پھر روضۂ مبارک کی زیارت کرتے ہوئے اپنے بنگلہ شریف میں تشریف لے جاتے اور اپنے جدِ امجدؒ کے معمول کے مطابق تلاوتِ کلامِ پاک کرتے۔ پھر اہلِ مجلس سے مختلف امور و مسائل پر تبادلۂ خیالات فرماتے اور یہ مجلس عام طور پر نمازِ عصر تک قائم رہتی اس مجلس میں علماء، فقرا، امرا، درویش، کسان، مزدور، ادنیٰ اور اعلیٰ سب موجود ہوتے۔ ان سب سے ہر طرح کی گفتگو کرتے، اکثر فرماتے کہ ہم تو اپنے جدِ امجدؒ کی طرح موٹی بات کرتے ہیں مگر حقیقت یہ تھی کہ اپنی گفتگو کے دوران ایسے ایسے علمی نکات بیان کرتے کہ علماء و فضلاء دنگ رہ جاتے۔ عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد روضۂ مبارک میں جا کر ختم شریف پڑھتے اور نوافل و دعا میں مشغول ہو جاتے۔ یہاں سے فارغ ہو کر اندر تشریف لے جاتے۔ آپ کا یہ معمول بھی تھا کہ بدھ کے دن کبھی سفر کے لیئے روانہ نہیں ہوتے تھے۔ الغرض آپ اپنے معمولات میں اعلیٰ حضرت تونسویؒ کا مکمل نمونہ تھے۔

اصلاحی کوششیں

آپ نے مسلمانوں کے ہر طبقہ کی اصلاح و تربیت کی طرف خاص توجہ فرمائی۔ آپ کے ملفوظات میں متعدد واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ طبقۂ علماء کی اصلاح پر خاص زور

دیتے تھے۔ آپ کا خیال تھا کہ اگر علماء کی اصلاح ہوگئی تو اسلامی معاشرہ خود بخود راہِ راست پر آجائے گا۔ ایک مرتبہ کسی مسئلہ پر مختلف علماء نے مختلف فتوے دیئے اور گروہ بندی کے زیرِ اثر شریعت کو مسخ کرنے کی کوشش کی آپ کے علم میں جب یہ بات آئی تو بھری مجلس میں اُن علماء کی مذمت کی۔ جب قادیانی فرقہ کے بانی نے اپنے عقائد کی ترویج و اشاعت شروع کی اور علماء کو مباحثہ اور مناظرہ کی دعوت دی تو آپ نے اپنی جگہ بیٹھ کر نہایت سختی کے ساتھ ان فتنوں کی تردید کی اور پوری کوشش کی کہ مسلمانوں کا مذہبی احساس و وجدان ان گمراہ کن تحریکوں سے متاثر نہ ہو۔[1]

حضرت خواجہ شاہ شمس الدین سیالوی کی مجلس میں ایک دفعہ آپ کے اوصاف کا ذکر چھڑا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخش تونسوی باوجود خاندانی عظمت و بزرگی کے عبادت و ریاضت میں سب پر سبقت لے گئے اور قربِ ذاتِ حق حاصل کیا۔ آپ کے فضائل میں تین چیزیں[2] بہت نمایاں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس علاقہ میں عرصۂ دراز سے کسی کو بھی قرآنِ پاک کی قرأت کی صحت کا کوئی خیال نہ تھا۔ آپ نے ایک حافظِ اجل، جس نے عرب شریف میں علمِ تجوید و قرأت قواعد کی پابندی کے ساتھ سیکھا تھا، اپنے ہاں مقرر کیا اور علاقہ کے لوگوں کو

---

[1] تاریخ مشائخِ چشت ص ۷۲۲ [2] ان تین چیزوں سے مراد ایک تو خدمتِ فنِ قرأت ہے جس کا ذکر موجود ہے۔ دوسری چیز پاکپتن شریف کی خانقاہ کی خدمت ہے تیسری چیز زیارت حرمین الشریفین ہے۔ ان تینوں کا ذکر اسی تالیف میں موجود ہے۔ (مؤلف)

قرأت کی تصحیح کی دعوت دی۔ چنانچہ بے شمار لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر قرآنی تعلیم سے بہرہ یاب ہوئے۔ اس سلسلۂ تدریس کا یہ نتیجہ نکلا کہ اس علاقے میں قرأت کی صحت ہو گئی۔[1]

تعمیرات آپ کو تعمیرات کا بہت شوق تھا یہ تعمیرات اپنی ذات کے لیے نہیں تھیں بلکہ زائرین اور عام مخلوق کے آرام اور سہولت کے لیے تھیں۔ چنانچہ خانقاہ عالیہ سلیمانیہ کی بیشتر عمارات آپ کی تعمیر کردہ ہیں۔ روضۂ مبارک، جامع مسجد۔ حوض، گھنٹہ گھر، مہمان سرائے، لنگر خانے، مسافر خانے شیش محل وغیرہ سب آپ کے ہی تعمیر کردہ ہیں۔ جامع مسجد کے دروازہ کے قریب رہٹ والا کنواں بھی تعمیر کر دیا جس سے تمام گھروں، لنگر خانوں اور مہمانخانوں کو پانی جاتا تھا۔ بلکہ شہر کے لوگ بھی اسی میٹھے پانی کے کنوئیں سے پانی بھر بھر لے جاتے تھے۔ مسجد کے جنوبی کونہ پر ایک گھنٹہ گھر تعمیر کرایا جس میں ہر پندرہ منٹ پر گھنٹی بجتی ہے اور پھر پورے گھنٹہ کے بعد بڑی گونج دار آواز میں گھنٹہ کی آواز دور دور تک سنائی دیتی ہے۔ روضۂ مبارک کی عمارت بھی قابلِ دید ہے۔ گنبد بھی سنگِ مرمر کا ہے۔ اور روضہ کے اندر مزار مبارک کے اوپر بارہ دری بھی سنگِ مرمر کی ہے جس پر خوب صورت سنہری نقاشی ہے۔ فرش بھی بیش قیمت سنگِ مرمر کا ہے۔ لنگر خانے اور مہمان خانے بھی ایسے طرز پر تعمیر کرائے جہاں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مہمان قیام کر سکیں۔ ان تمام تعمیرات کے نقشے، ان کے ڈیزائن اور خاکے آپ کے صناع ذہن کی تخلیق تھے۔ یہ تمام عمارات آپ کے ذوقِ فنِ تعمیر

---

[1] پیر گوہر اردو ترجمہ مرآت العاشقین۔ ص ۲۸۴

کا زندہ ثبوت ہیں۔ تونسہ شریف کے علاوہ آپ نے چشتیاں شریف کی خانقاہ میں بھی عمارات تعمیر کرائیں۔ نیز پاکپتن شریف میں مسجد اور برج نظامی کی شکستہ عمارات کی تعمیرِ نو کی سعادت بھی آپ ہی کو حاصل ہوئی۔

تونسہ شریف کی تعمیرات کے سلسلہ میں فارکس نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا:-

"حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ میں انتظام و تعمیر کے کام کی بڑی لیاقت تھی۔ انہوں نے لنگر خانے، سرائے و مکانات وغیرہ بنائے۔ جب ان کے داداؒ کے پرانے خلفاء کا انتقال ہو گیا تو انہوں نے کچے مکانات کو گرا دیا اور فراخ آستانے درگاہ و مسجد میں بنائے اور ان کے اردگرد پختہ اینٹوں کے مدرسے اور درویشوں اور مولویوں کی رہائش کے مکانات بنائے"

ان عمارات میں زیادہ مساجد، مدرسے، کنوئیں اور سرائیں تھیں اور ان کی تعمیر سے خواجہ صاحب (حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ) کا مقصد منسلکین خانوادہ اور دیگر زائرین کی سہولت کا سامان مہیا کرنا تھا۔[۱]

محاسن و ارشادات

خواجہ شاہ شمس الدین سیالویؒ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت خواجہ تونسویؒ کے وصال کے بعد اکثر خیر خواہ لوگ متفکر ہوئے کہ درویشوں کے نان نفقے کا انتظام، اہل خانوادہ کا کاروبار، لنگر کا کام اور مریدوں کی حاجت براری کا تمام نظام کس طرح چلیگا لیکن حضرت اللہ بخشؒ نے اعلیٰ حضرت تونسویؒ کی توجہ سے ہر طرف مناسب توجہ

---

[۱] تاریخ مشائخ چشت ص ۷۰۔

دی اور کوئی بھی انتظامی مدّ ایسی نہ رہ گئی تھی جس میں مزید کسی اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی۔ اعلیٰ حضرت تونسوی کے زمانے میں مکان کچے تھے۔ آپ نے تمام مکانات از سرِ نو پختہ تعمیر کرائے۔ آستانہ مبارک پر رہنے والے لوگوں کی مکمل دیکھ بھال کی اور مریدوں میں فیض رسانی کا وہی طریقہ اختیار کیا جو اعلیٰ حضرت تونسوی کا تھا۔ پس اب ہم گہرا مشاہدہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت خواجہ تونسوی کا دوبارہ ظہور ہوا ہے۔ سبحان اللہ۔ ماضی کے سجادہ نشینوں میں اس طرح کے سجادہ نشین دیکھنے میں نہیں آتے۔[۱]

(۲)

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان کے مریدوں میں سے ایک متقی و صالح درویش میاں حبیب یوسف زئی تھے۔ اُن کا بیان ہے کہ اعلیٰ حضرت کے وصال کے بعد مجھے خیال آیا کہ افسوس میں نے اپنے پیر و مرشد سے اذکار، اشغال اور مراقبہ کے طریق نہیں سیکھے اور نہ ہی اجازت لی۔ حضرت شاہ اللہ بخش سے پوچھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ ایک دن اعلیٰ حضرت تونسوی کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر میں نے اجازت کے لیے عرض کیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ اعلیٰ حضرت تونسوی تشریف فرما ہیں اور قریب ہی حضرت شاہ اللہ بخش بھی موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت تونسوی نے فرمایا۔ "اے حبیب تو ہمیں مُردہ جانتا ہے یہ تو صرف پردۂ شریعت ہے۔" پھر میرا ہاتھ پکڑا اور حضرت شاہ اللہ بخش کے ہاتھ میں دے کر فرمایا: "یہ نہ خیال کرنا کہ انہیں خالی رکھا ہے۔ انہیں اپنی جگہ اپنی نعمت عطا کر کے مقرر کیا ہے اس لیے

---

[۱] پُر گوہر اُردو ترجمہ مرآت العاشقین ص ۲۸۶

اب جو کچھ پوچھنا ہو ان سے پوچھ لیا کرو۔ میں اور یہ ایک ہیں۔"

(۳)

ایک دفعہ سخت قحط سالی تھی۔ علاقہ کے لوگ سخت پریشان تھے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت دعا فرمائیے خدا ہمارے قصور معاف کر دے۔ لوگ خشک سالی سے جاں بلب ہیں اور ساتھ ہی اس نے یہ شعر پڑھا: ؎

ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آبِ حیات
لطف فرما کہ زحد مے گزرد تشنہ لبی

(ترجمہ: ہم سب پیاسے ہیں اور تو آبِ حیات ہے۔ اب رحم فرما کہ ہماری پیاس حد سے گزر رہی ہے)

حضرت شاہ اللہ بخشؒ نے فرمایا تم لوگ اسی لاکھ دفعہ درود شریف پڑھو۔ دوسرے جمعہ تک وہ شخص آیا اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم نے ایک کروڑ دفعہ درود شریف پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کیا۔ اب ہم اپنے اللہ سے لینے والے ہیں پس دوسرے دن ہی نالہ میں اس قدر پانی آیا کہ سارا علاقہ سیراب ہو گیا

(۴)

مولوی دُر محمد سوکڑی کہتے ہیں کہ ایک دن میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ہم غریب لوگ کئی کئی کوس کے فاصلہ سے حضرت ثانی صاحبؒ کی زیارت وقدم بوسی کے لیے آتے ہیں۔ آپ عالی مرتبہ کو ہمارے حال کی کیا خبر ہو گی کہ کون کون آیا، بھلا شاہ کو گدا سے کیا کام۔ جب آپ کی پاک محفل میں کچھ عرصہ بیٹھ کر میں رخصت ہونے لگا تو حضرت ثانی صاحبؒ نے فرمایا: "اے دُر محمد ہم بے پرواہ نہیں ہیں اپنے سچے

مریدوں کو ہم بھی دل سے عزیز رکھتے ہیں"۔ یہ سُن کر میرے دل میں حضرت ثانیؒ صاحب کی بزرگی و کریمی کا اعتقاد و یقین پہلے سے بہت زیادہ ہو گیا

(۵)

حاجی نجم الدینؒ مؤلف مناقب المحبوبین کا بیان ہے کہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے وصال کے بعد ایک دفعہ میں تونسہ شریف آ رہا تھا۔ میں نے راستہ میں ملتان میں حافظ جمال الدین ملتانیؒ (خلیفہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہارویؒ) کی خانقاہ میں قیام کیا۔ وہاں میری ملاقات عمر خان افغان سے ہوئی جو ایک صالح اور درویش صفت پیر بھائی تھا۔ اُس نے بتایا کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت غوثِ زمانؒ صاحبزادہ اللہ بخش کو اپنے جسمِ مبارک سے لپٹا رہے ہیں اور ان کا قد لمبا ہو رہا ہے۔ نیز اپنا دہن مبارک صاحبزادہ اللہ بخشؒ کے دہن مبارک کے پاس لے جا کر اپنا سانس اُن کے دہنِ مبارک میں داخل کر رہے ہیں۔ میں پاس کھڑا تھا۔ حضرت غوثِ زمانؒ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہی "نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" ہے۔

علالت و وصال جمادی الاول ۱۳۱۹ھ (جولائی ۱۹۰۱ء) میں آپ کو معمولی بخار ہوا مگر کمزوری بہت ہو گئی کہ آپ مسجد تک جانے کی ہمت نہ رہی۔ بہت علاج کیا مگر طبیعت دن بدن کمزور ہوتی گئی۔ آخر آپ نے اپنے دونوں بیٹوں خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ اور خواجہ حافظ محمودؒ کو بلایا اور کچھ وصیتیں کیں۔ جمعہ کے دن مرض نے شدت اختیار کر لی اور نقاہت حد سے زیادہ ہو گئی۔ آپ متواتر کلمہ شریف اور کلمہ شہادت کا وِرد کرتے رہے جس کی

آواز دُور دور تک جاتی تھی۔ ۲۹ جمادی الاول کی رات حالت زیادہ خراب ہوگئی۔ آخرِ شب آپ نے وقت پر نمازِ تہجد اشاروں سے ادا کی۔ پھر نمازِ فجر کے واسطے وضو کیا اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد جب دُعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو جان جان آفریں کے سپرد کردی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ٥ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ (۱۳ ستمبر ۱۹۰۱ء) بروز ہفتہ بوقت نمازِ فجر آپ کا وصال ہُوا۔ یہ خبر بجلی کی طرح دُور و نزدیک پھیل گئی۔ نماز جنازہ میں ہزارہا لوگوں نے شرکت کی۔ آپ کو روضۂ مُبارک کے اندر آپ کے فرزند حافظ احمدؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ کا مادۂ تاریخ وصال یہ ہے :۔ چراغ جہاں بجھ گیا ہے

۱۳۱۹ھ

اولاد

آپ کے تین فرزند تھے۔ سب سے بڑے خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ دوسرے خواجہ حافظ احمدؒ تیسرے خواجہ حافظ محمودؒ۔ صاحبزادہ خواجہ حافظ احمدؒ کا عین شباب میں وصال ہوگیا تھا۔ مرحوم حافظِ قرآن تھے۔ بہت سخی تھے۔ شکل و صورت میں یوسفِ ثانی تھے۔ حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ پر ان کے وصال کا اس قدر صدمہ تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "احمدؒ نے مجھے جینے کا نہیں چھوڑا"، باقی دونوں صاحبزادگان میں سے آپ کے وصال کے بعد بڑے صاحبزادہ حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ مسند نشین ہوئے۔

سجادگی

ایامِ علالت کے دوران حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ نے حضرت خواجہ حافظ محمد موسیٰؒ پر بہت نوازشات فرمائیں۔ کبھی آپ کو سینۂ مبارک سے لگاتے تھے۔ کبھی آپ کے کان میں کچھ رموز و اسرار بیان فرماتے تھے اور کبھی

آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھ کر توجہ باطنی فرماتے تھے۔ پھر آپ کو اپنی تسبیح مبارک عطا فرمائی اور وہ خاص مُہر مبارک جو حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسویؒ سے ملی تھی اور جس امانت کی طرف سفرِ حج میں جہاز کے طوفان میں گھرنے کے وقت اشارہ کیا تھا، آپ کی گردن میں لٹکا دی۔

تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر حسبِ دستور ختم قُل کے دن حافظ محمد موسیٰؒ کی دستار بندی ہوئی۔ حضرت خواجہ محمد یوسف مہاروئیؒ سجادہ نشین خانقاہ قبلہ عالمؒ نے روضۂ مبارک کے اندر اعلیٰ حضرتؒ کے مزارِ مبارک کے قریب کھڑے ہو کر دستارِ مبارک باندھی اور آپ سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔

خلفاء

حضرت خواجہ شاہ اللہ بخشؒ کے بے شمار خلفاء اور مریدانِ مجاز تھے۔ اِن میں چند خلفاء کے اسمائے گرامی حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ خواجہ حافظ محمد موسیٰ تونسویؒ ۲۔ خواجہ حافظ محمود تونسویؒ

۳۔ خواجہ شاہ محمد عبد الصمد فخری فریدی دہلویؒ۔ نبیرہ حضرت کالے میاں صاحب دہلویؒ

۴۔ سید احمد شاہ کمبل پوشؒ، خواہر زادہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

۵۔ خواجہ امیر احمد بسالویؒ۔ بسال شریف۔ ضلع کیمبل پور۔

۶۔ پیرو ڈھو حافظ حبیب اللہؒ عرف حافظ بولا بیتی حافظ حبیب اللہ، ضلع ساہیوال

۷۔ مولوی احمد خاں میرویؒ میرا شریف

۸۔ مولوی احمد خاں بسالویؒ۔ بسال شریف ضلع کیمبل پور

۹۔ خلیفہ غلام حسن خاںؒ۔ ٹوہانہ (انڈیا)

۱۰۔ مولوی شرف الدین فیروز پوریؒ

۱۱۔ مولوی جان محمدؒ۔ علاقہ پاک پتن شریف

کتاب ______ رسالہ آفتاب چشتیاں

اشاعت (طبع اوّل) ______ جمادی الاوّل ۱۳۹۷ھ (۱۹۷۷ء)

" (طبع دوم) ______ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ (۱۹۹۰ء)

کتابت ______ حاجی محمد صدیق، محمد اکرم جاوید

مطبع ______ نفیس پرنٹنگ پریس، فیصل آباد

تعداد ______ پانچ سو

قیمت ______

ناشر ______ چشتیہ اکادمی، فیصل آباد، پاکستان

بسعی و اہتمام

پروفیسر ڈاکٹر عبدالمجید چشتی و محمد طارق ظہور چشتی

میاں ہارون احمد چشتی ناظم، چشتیہ اکادمی
مکتبہ الفوائد

فرحت منزل۔ گلی نمبر ۷ وکیلاں والی، چنیوٹ بازار،

فیصل آباد، پاکستان

(ٹیلی فون: ۲۸۸۵۵ - ۰۴۱۱)

سروِ بستانِ سلیمانؒ خواجہ اللہ بخش
باغبانِ نخلِ ایماںؒ خواجہ اللہ بخش
قطبِ عالمؒ غوثِ اعظمؒ مظہرِ فیضِ اَتم
آبِ حیوانِ غلاماںؒ خواجہ اللہ بخش

السلام و علیکم
امید کرتا ہوں آپ خیریت سے ہوں گے
اس کتاب کو پی ڈی ایف کرنے کا مقصد
فی سبیل للہ فراہم کرنا ہے لہذا اس سے
تجارتی مقصد نہیں ہے اس کو پڑھ کر
آگے سنڈ کریں اور اس بندہ ناچیز کو
اپنی دعاوں میں یاد رکھیں

pdf by

خلیفہ مدنی تونسوی
تحصیل تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی
خان پاکستان
+923321717717